ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

قادری صوفیاء کے نزدیک تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت

The Importance and Need of Education and Moral Guidance in the View of Qadiri Sufis

Syed Abaid-Ur-Rehman Abid*
PhD Research Scholar (MIU Nerian Sharif AJ&K)

Dr. Muhammad Ashfaq
HOD Department of Islamic Studies, MIU Nerian Sharif AJ&K

Abstract

This research article explores the educational and spiritual contributions of Sheikh Abdul Qadir Jilani Baghdadi (470-561 AH) and the revered spiritual leaders of the Qadiriyya order. Like other prominent Islamic movements, the Qadiriyya order emphasizes the critical role of education and training (ta'leem wa tarbiyyat) in shaping individuals and society according to Islamic teachings. The Qadiri Sufis are particularly distinguished for their dedication to education, intellectual development, and spiritual refinement. This study highlights the key educational philosophies and training practices advocated by the Qadiri Sufis, drawing insights from the Quranic verses and the Hadiths of Prophet Muhammad (ﷺ). Furthermore, it examines the theoretical frameworks and practical initiatives undertaken by this order to enhance personal growth and societal welfare. By delving into this analysis, the article demonstrates how the Qadiriyya order has made significant intellectual and spiritual efforts in the realm of education and training, contributing to the broader landscape of Islamic pedagogical traditions.

Keywords: Taleem, Tarbi'yat, Qadiri, Sufi'ya, Mua'shra

تعارف

قادری صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ سے مراد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ (۴۷۰ھ–۵۶۱ھ) اور ان کے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہونے والے علماء ومشائخ کرام علیہم الرحمۃ ہیں۔ عالمِ اسلام میں موجود دیگر اسلامی تنظیمات کی طرح سلسلہ قادریہ نے بھی افرادِ معاشرہ کی اسلامی اصولوں کے مطابق تعلیم وتربیت کے حصول وفراہمی پر زور دیا ہے۔ بغیر تعلیم وتربیت کے بندے کا صحیح اسلامی خطوط پر چلنا مشکل ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی پوری زندگی علم سیکھنے اور سکھانے میں بسر ہوئی۔[1] اس موضوع پر بحث سے قبل قرآن وسنت میں جو تعلیم وتربیت کے متعلق آیات واحادیث بیان کی گئی ہیں اس سے تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت واضح ہونے کے ساتھ ہی قادری صوفیائے کرام علیہم الرحمۃ کے نزدیک تعلیم وتربیت کی جو ضرورت واہمیت ہے وہ آشکار ہو جائے گی۔

* Email of corresponding author: syedabaidurrehman@gmail.com

قرآن پاک میں تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت

اللہ رب العزت کے نزدیک تعلیم و تربیت کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ خود خالق کائنات نے جب نبی اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل فرمائی تو اس میں بنیادی بات ہی "اقراء" یعنی پڑھنے کے حکم سے شروع فرمائی۔ بات یہیں ختم نہیں کی گئی بلکہ اللہ رب العزت نے آگے چل کر اپنا عظیم صفاتی نام "رب" بیان فرما کر تعلیم و تربیت کی اہمیت کو دوچند کر دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔"[2]

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

قرآن پاک جو کہ الٰہی نظام تعلیم وتربیت کا شاہکار ہے اس میں مندرج جملہ تعلیمی و تربیتی بیانات کی اہمیت و تصدیق اس انداز میں بیان فرمائی گئی ہے کہ اس بیان کو پڑھ اور سمجھ کر عقل عش عش کر جاتی ہے۔ اس بیان میں قرآن پاک میں ذکر کی گئی جملہ تعلیمی نصاب اور تربیتی منصوبہ بندی پر تصدیقی مہر اس آیت میں شاندار الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہے:

"ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔"[3]

یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لیے۔

اور پھر اللہ رب العزت نے تعلیم و تربیت کے مقدس فریضہ اور منصب کو اپنی جانب منسوب فرماتے ہوئے اپنی صفتِ رحمت و مہربانی کا اس انداز میں ذکر فرمایا ہے کہ اس میں پڑھنے والے کو واضح ہدایت ورہنمائی مل جاتی ہے۔ یہ آیاتِ بینات اپنے اندر ایسا سرور لیے ہوئے ہیں کہ ذہن و قلب تعلیم وتربیت کے عظیم الٰہی مقصد کے حصول میں وارفتہ ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔"[4]

رحمٰن، جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا، اس کو بولنا سکھایا۔

اگر اللہ رب العزت کے نزدیک تعلیم وتربیت کی اہمیت نہ ہوتی تو نہ ہی انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت کے واقعات رونما ہوتے اور نہ ہی مخلوق سے باز پُرس کی ضرورت پیش آتی، یقیناً تعلیم وتربیت ایک ایسا سلسلہ ہے جس کی بنی نوع انسان کو ہر لحظہ ضرورت پیش آتی ہے۔ تعلیم وتربیت کی بدولت ہی انسان کو اشرف المخلوقات کا عظیم لقب عطا فرمایا گیا ہے۔ انسان کی ابتدائے آفرینش کا قصہ جو کہ قرآن میں بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ جو تربیت اللہ رب العزت کی طرف سے فراہم کی جائے اس میں کسی قسم کا نقص نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ تعلیم وتربیت انسان کو روبہ زوال ہونے دیتی ہے۔ الٰہی نظامِ تعلیم وتربیت نے انسان کو مسجودِ ملائکہ بنا دیا۔ اور کامل تعلیم وتربیت سے عاری عزازیل کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے دھتکارا ہوا شیطان بنا دیا گیا۔

احادیث رسول اللہ ﷺ میں تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت

"علم" انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث ہے۔ یہ کتنے بڑے شرف وفضیلت کی بات ہے کہ تعلیم وتربیت کا تعلق اسی میراث کے ساتھ ہے جس میراث کو سب وراثتوں سے افضل واعلیٰ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے:

"إن العلماء هم ورثة الانبياء، إن الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما، إنما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر۔"[5]

بیشک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے، لہٰذا جس نے اس علم کو حاصل کیا، اس نے علم نبوی اور وراثت نبوی سے پورا پورا حصہ لیا۔

اسلام میں تعلیم حاصل کرنے کی اس قدر اہمیت بیان کی گئی ہے کہ حصولِ تعلیم کے عمل کو جنت کا راستہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"من سلك طريقا يلتمس فيه علماء، سهل الله له به طريقا إلى الجنة۔"[6]

جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے کوئی راستہ چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے۔

علم حاصل کرنے کے لیے نکلنے پر ہی علم کے فضائل کا خاتمہ نہیں کیا گیا بلکہ جس سے علم حاصل کیا جائے اس کے ادب و احترام کے لیے بھی احادیث نبوی میں خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"تعلموا العلم، و تعلموا للعلم السكينة والوقار، و تواضعوا لمن تعلمون منه۔"[7]

علم سیکھو اور علم کے لیے طمانیت اور وقار حاصل کرو اور جس سے علم حاصل کیا ہے ان کے سامنے تواضع اور انکسار کرو۔

اس بحث کی اہم بات جس پر عمل کرنے سے امتِ مسلمہ کی بقاء کا دار و مدار ہے، وہ علم کے حصول میں تندہی سے آگے بڑھنا ہے۔ تعلیم و تعلم کا سلسلہ ختم ہو جانے سے علم رخصت ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم الله تعالى وجهه الكريم سے منقول ہے:

"تعلموا العلم قبل ان يرفع۔"[8]

علم کے اٹھ جانے سے قبل اسے حاصل کرو۔

احادیثِ مبارکہ میں کثرت سے علم کی اہمیت، تعلیم کے فوائد، تعلیم حاصل کرنے کے قواعد وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ مذکور بالا احادیثِ مبارکہ زیرِ بحث موضوع کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔

قادری صوفیاء کے نزدیک فلسفہ تعلیم و تربیت

قادری صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی نظر میں وہی "علم" علم ہے جو انسان کو خالق کی معرفت تک پہنچائے۔ جس سے اپنے مالک کا عرفان حاصل ہو۔ وہ علم سرے سے علم ہی نہیں بلکہ جہل سے بدتر ہے جس کی بنیاد تعمیر کی بجائے تخریب پر رکھی گئی ہو۔ جو آبادیوں

کو ویران اور شہروں کو مسمار کرے وہ سائنس نہیں، تخریب ہے۔[9] تعلیم کا مقصود نصیحت حاصل کرنا ہے، تعلیم انسانی وقار کو بڑھانے کا سبب ہے، اگر انسان تعلیم حاصل کرلے تو اسے ایک کامیاب زندگی گزارنے میں سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ سلسلہ قادریہ کے صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ کے نزدیک تعلیم کی کس قدر اہمیت ہے اس اہمیت کو حضرت سلطان باہوؒ بیان فرماتے ہیں:

"علم، نصیحت اور الٰہی رازوں کی معرفت کے لیے ہوتا ہے۔"[10]

اس کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ علم انسان کے درسِ ہدایت کا ایک سبب ہے۔ علم کے بغیر انسان عملی زندگی گزارنے میں قدم بقدم مشکلات کا شکار ہوتا چلا جائے گا بالآخر انسان تباہی کے گڑھے میں گر جائے گا۔ اور علم ہی ہے جو بندے کو اللہ رب العزت کے کائنات میں موجود سربستہ رازوں میں مشغول ہونے اور ان بے حد و حساب رازہائے سربستہ کی نقاب کشائی کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ علم کو تمام مراتب کی بنیاد قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واضح رہے کہ عبودیت، ربوبیت، عبادت، معاملات، مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور، ذاتِ الٰہی میں مستغرق اور فنا ہونا اور باقی باللہ ہونا ان سب کی بنیاد ظاہری باطنی علم ہے۔"[11]

حضرت سلطان باہوؒ عقل مند آدمی اسے قرار دیتے ہیں جو تعلیم کے میدان کا شہسوار ہو۔ آپؒ فرماتے ہیں:

"عالم باعمل، فقیر کامل اور عقل مند آدمی وہ ہے جو نفس کے سرکش گھوڑے کو میدان تعلیم میں ہمت کے چوگان سے عین العیان کی باگ سدھائے یا یہ کہ نفس کو بچے کی طرح معرفت کے مدرسہ میں ایسی تعلیم دے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے واپس نہ آئے۔"[12]

علم حاصل کرنا فرضِ عین

جس نے کامل تعلیم و تربیت پائی ہو وہ اللہ رب العزت کا خوف اپنے دل میں جاگزیں کرتا ہے، اس خوف کے سائے میں رہ کر بندہ مخلوقات میں سے کسی بھی مخلوق کی حقوق تلفی نہیں کرتا۔ اور نہ ہی ایک لحظہ کے لیے بھی نافرمانی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تعلیم ہی ہے جو فرد کو اللہ رب العزت کی رحمت کی طرف مراجعت کرواتی ہے۔ تعلیم کے توسط سے انسانی فہم و فراست بڑھ جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے معاشرہ میں "عالم" کا باوقار خطاب دیا جاتا ہے۔ انوارِ ایوب میں لکھا ہے:

"علم کے معنیٰ ہیں جاننا۔ اور جاننے والے کو عالم کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ "[13] (بلاشبہ اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو عالم ہیں)۔ علم سیکھنا تو فرض عین ہے اور علم سے بے نیازی ظاہر کرنا محض کفر ہے۔ علم عمل کا حاجت مند ہے اور عمل علم کا حاجت روا ہے۔"[14]

قادری صوفیاء کرام علیہم الرحمہ کے نزدیک تعلیم حاصل کرنا فرض عین ہے اور حصولِ تعلیم سے منہ پھیر لینا سراسر کفر ہے۔ قادری صوفیاء کرامؒ کے ہاں تعلیم کی اس قدر اہمیت سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ تعلیم ہمارے معاشرے کے لیے کس قدر ضروری عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔ تعلیم و تربیت مسلمان کے بدن میں موجود روح کا جزوِلاینفک ہے۔ اگر تعلیم و تربیت کو مسلمان کے جسم سے نکال دیا جائے تو مسلمان ہی نہیں بلکہ انسانی شرف کا بھی قتل ہو جاتا ہے۔ حضرت میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں:

علمے کارن دُنیا اُتے آون ہے انساناں سمجھے علم وجود اپنے نوں نہیں تاں وانگ حیواناں[15]

دُنیا میں انسانوں کا آنا علم کے لیے ہے۔ اپنے وجود کو علم سمجھے، نہیں تو حیوانوں کی طرح ہے۔

بیشک انسانی زندگی نے گزرنا ہی ہے اگر سلیقہ سے گزاری جائے تو اس کا لطف، اس کے ثمرات اور اس کی کیفیت اور ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر کام کے کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے، کچھ آداب ہوتے ہیں۔ اگر انہیں ملحوظ رکھا جائے تو مطلوبہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ تعلیم و تربیت ایک ایسی بڑی مہم ہے جو اپنی جگہ نازک بھی ہے اور مسلسل جدوجہد کی متقاضی بھی۔ اس میں ذرا سی بے احتیاطی عظیم نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے محبوب ﷺ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے سلسلے میں اہم ہدایات دینے کا اہتمام فرمایا ہے۔[16] اور پھر اس سلسلہ کو نبی اکرم ﷺ کے جانشین صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آگے بڑھایا، ان سے اس فیض کو کشید کرکے تابعین پھر تبع تابعین اور اس کے بعد علماء و مشائخ نے یہ فریضہ اپنے کاندھوں پر اٹھالیا۔

صاحبِ تعلیم و تربیت کا فاتح ہونا

جس شخص نے الٰہی تعلیم و تربیت کے سلسلہ سے جڑ کر اپنی تعلیم و تربیت میں مشقت اٹھائی، اور پھر اس پر عمل پیرا ہوا تو ایسے شخص کے متعلق حضرت فضل شاہ قطبِ عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ”علم الٰہی کے حامل شخص کے سامنے دنیا کا بڑے سا بڑا علم والا شکست کھا جاتا ہے۔ ایسے شخص کو ان مقامات کو ڈھونڈنا چاہیے جہاں وہ علم کو استعمال میں لا سکے تاکہ دوسروں کی تاریک راہیں روشن ہوں یہی اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا ہے۔“[17]

خود تعلیم و تربیت حاصل کر کے آگے نئی نسل تک تعلیم و تربیت کو منتقل کرنے سے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ خیر کا معاملہ کرنے سے اللہ رب العزت کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص خود راہِ علم پر نہیں اس کا حال اضطراب کا شکار ہوتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ بندہ اللہ رب العزت کی ودیعت کردہ تعلیمات کے تحت نہیں چل رہا ہوتا اسی وجہ سے اس بندے کا حال اہلِ اسلام کی طرز پر نہیں ہوتا۔ حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ”بے علم وہ ہے جس کا حال فرمانِ خداوندی کے مطابق نہ ہو۔ اگر وہ صاحب علم ہوتا تو اپنے حال کو غیر اللہ کی طرز پر کبھی نہ بناتا۔“[18]

یہ حقیقت ہے کہ حقیقی اسلامی نظامِ تعلیم و تربیت کو اختیار کئے بغیر ہمارے اندر غیر اقوام کی فرسودہ افکار، روایات، تہذیب و ثقافت پروان چڑھنا شروع ہو جائیں گی جس کا خمیازہ ہماری آنے والی نسلیں بھگتیں گی۔ اس طوقِ جہالت و اغیار کی تقلید کو اتار پھینک کر حقیقی اسلامی تعلیمات کی طرف رخ کرنا پڑے گا تاکہ ہم ایک مہذب معاشرہ کی نشاۃ ثانیہ کی داغ بیل ڈال سکیں۔

بغیر علم کے گوشہ نشینی اور سجادگی

بدقسمتی سے ہماری مسلم دنیا میں جہلاء کو قائدین کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے علم اور اہلِ علم ہر جگہ بدنام ہوتے جارہے ہیں۔ عوام نے خود ساختہ صوفیوں کو اپنا پیشوا بنالیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج وہی مصنوعی صوفی ہمارے معاشرے کے لیے ذلت و عار کا

سبب بنے ہوئے ہیں۔ بغیر تعلیم و تربیت کے جاہل صوفیوں نے جہاں صوفیاء کرام علیہ الرحمۃ کے عظیم سلسلہ کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے وہیں اپنی ذلت و بربادی کا سامان بھی مہیا کر لیا ہے۔ صوفیاءِ قادریہ کے ہاں تعلیم و تربیت اتنی اہم ہے کہ وہ لوگ بغیر تعلیم و تربیت حاصل کئے کسی بھی شخص کو نہ تو سجادگی پر بیٹھنے کی اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی گوشہ تنہائی میں بیٹھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس بات کو شاہ ظہور الحسن قادریؒ بڑے احسن انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عُزلت اگر علم کے "عین" کا تاج سر پر نہ رکھے تو یہ ذلت ہے۔"[19]

تعلیم و تربیت ہی ایک ایسا جوہر ہے جس کے ذریعہ اچھائی اور برائی کا امتیاز حاصل ہوتا ہے۔ جس کے پاس تعلیم نہیں وہ جوہر شناس نہیں ہو سکتا۔ اسلامی نظام حیات ہو یا ملکی قوانین ہوں ہر جگہ تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ جب کسی فرد کے پاس تعلیم ہو گی اور اس تعلیم کے ساتھ کسی فرد کی مناسب انداز کے ساتھ تربیت بھی کر دی گئی ہو تو وہ اچھے اور برے کی تمیز کر سکے گا۔

تعلیم وتربیت کا معاملہ انتہائی حساس ہے

قادری صوفیاء کرام علیہ الرحمۃ کے نزدیک تعلیم و تربیت کا معاملہ انتہائی حساس نوعیت کا معاملہ ہے۔ تربیت و تشکیل کردار میں حضرت سلطان باہوؒ کا فلسفہء تصور اسم ذات اہمیت کا حامل ہے۔ یقیناً گناہ و بدکرداری کی دلدل میں وہی پھنستا ہے جس کے دل میں اللہ رب العزت کا خوف نہ ہو اور نہ ہی اس کے ذہن میں ذات باری تعالیٰ مستحضر ہو۔ تصور اسمِ ذات کی دوامیت و تسلسل انسان کو حقیقی معنوں میں تربیت فراہم کرتا ہے۔ غالباً حضرت سلطان باہوؒ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ اس تصور کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ یہ تصور انسان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر تخت العلیٰ تک پہنچاتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

"علم مثل محک است تحقیق کند وجود نیک و بد انسان را۔"[20]

علم بمنزلہ کسوٹی کے ہے جس سے انسان کے وجود میں نیک و بد کی پرکھ ہو جاتی ہے۔

تعلیم کی بنیاد حقائق کی تلاش و جستجو ہے۔ بغیر تعلیم کے حقیقت کی تلاش ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے قادری صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ نے تعلیم و تربیت کی اہمیت پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قادریؒ فرماتے ہیں:

"علم کی بنیاد بحث اور تحقیق پر ہے۔"[21]

درحقیقت یہ علم ہی ہے جس کی روشنی میں انسان اپنی زندگی کے سفر کو کامیابی کے ساتھ طے کرتا ہے۔ علم نہ ہو تو نہ ہی بحث و تحقیق ہو سکتی ہے اور نہ ہی حقائق کی جانچ پرکھ ہو سکتی ہے، حضرت میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں:

جیوں سورج وچ نور تیویں ہے علم روحے وِچ جانے　　　نورے باہجھوں سورج پتھر آدم جنس حیوانے[22]

جس طرح سورج میں نور رکھا گیا ہے اسی طرح جان میں علم کی حیثیت ہے۔ سورج بغیر نور کے ایک پتھر ہے اور انسان بغیر علم کے حیوان کی طرح ہے۔

دینی سعادتیں ہوں یا دنیوی سعادتیں ہر سعادت علم کے طفیل ہی حاصل ہوتی ہے۔ قادری صوفیاء کرامؒ کے نزدیک تعلیم کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ تعلیم ایک ایسی عبادت ہے جو بندے کی دنیوی اور اخروی سعادتوں کا باعث ہے۔ اس ضمن میں حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

"علم ظاہر عبادت و عبادت باسعادت است۔"[23]

ظاہری علم عبادت ہے اور عبادت سے سعادت حاصل ہوتی ہے۔

صوفیاء قادریہؒ کے نزدیک تعلیم محض کسی شے کے حصول کا وسیلہ نہیں ہے اور تعلیم اس وقت تک وسیلہ نہیں بن سکتی جب تک اس تعلیم کے ساتھ تربیت کے فن کو شامل نہ کر لیا جائے۔ تعلیم رہنمائی کا کام کرتی ہے اور اس تعلیم کی روشنی میں فرد اسی وقت اپنے کارہائے نمایاں کو سرانجام دے سکتا ہے جب تربیت کے وسیلہ کو اختیار کر لیا جائے اسے حضرت سلطان باہوؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

"علم وسیلہ نیست۔ علم روشنی راہ است۔ وسیلہ مرشد ہمراہ نگہبان راہ حفظ حافظ رسانندہ معرفت الہٰ است۔"[24]

علم وسیلہ نہیں ہے، علم روشنی اور راہِ راست ہے۔ وسیلہ مرشد (تربیت کرنے والا) ہوتا ہے، جو راستے کی حفاظت کرنے والا، نگرانی کرنے والا، وہ راہ (سلوک) کا حافظ ہے، جو حفاظت سے معرفتِ الٰہی تک پہنچادیتا ہے۔

علمائے دین سے علم دین حاصل ہوتا ہے اور بزرگانِ دین کی صحبت اور تربیت سے دین اور صاحبِ دین حاصل ہوتا ہے۔[25] اور یہی دین اور صاحبِ دین کی طلب ہر مسلمان کا طرہ امتیاز ہے۔ اگر ایسے لوگوں سے تعلیم و تربیت حاصل کی جنہیں اپنی ذات کا علم نہیں تو وہ کبھی بھی دین اور صاحبِ دین کی معرفت تک دلالت نہیں کر سکتے۔

معلم و مربی کے ناقص ہونے کا انجام

مشائخ قادریہؒ کے ہاں جس سے تعلیم و تربیت حاصل کی جائے اس کو تعلیم و تربیت کے فن میں کامل ہونا چاہیئے۔ کیوں کہ جو شخص تعلیم و تربیت کے فن میں مہارت نہ رکھتا ہو وہ دوسرے کو گمراہ کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اور یہ ایسی کھلی گمراہی ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے طالبعلم ہمیشہ پریشان رہتا ہے، اس کی پریشان وقتی پریشانی نہیں ہوتی بلکہ ناکام زندگی کی صورت میں دائمی پریشانی بن جاتی ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ ایک مربی یعنی تربیت کرنے والے کے ناقص ہونے کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مرشد ناقص راہزن شیطان است کہ طالب او محتاج پریشان است۔"[26]

ناقص مرشد (مربی) ابلیس کی طرح راہزن ہے، ایسے ناقص مرشد (مربی) کا طالب محتاج و پریشان رہتا ہے۔

تعلیم و تربیت اگر درست پیمانے پر کی جائے تو اس سے طالبعلم کے سامنے حقیقت آشکار ہو کر آجاتی ہے۔ اور اس کی زندگی کامیاب گزرتی ہے، تعلیم و تربیت ہی انسان کو دائمی کامیابی کی نوید سناتی ہے۔ اس بات کو حضرت سلطان باہوؒ اشعار کی صورت میں یوں بیان فرماتے ہیں:

علم روشت رای روشن حق طلب　　　بی علم جاہل بود از حق سلب

علم سہ حرف است زان شرف کرم　　　ہر کہ خواند علم آنرا نیست غم

علم از عین است عین از عین بین　　　از خلاف علم عالم الم بین

فسدت العالِم فسدت العالَم واقع شد۔ علم غیر مخلوق کلام اللہ نور خدا است و عالم فاضل وارث انبیاء۔ دم مزن نفس پرست۔[27]

علم سے عقل روشن ہو جاتی ہے اور صاحب عقل حق کا طالب ہو جاتا ہے۔ بے علم جاہل ہو تا ہے اور حق سے دور ہو تا ہے۔ علم کے تین حروف ہیں، اور یہ سب شرف و کرم والے ہیں۔ جو کوئی علم کو پڑھ لیتا ہے پھر اسے کوئی غم نہیں ہو تا ہے۔ علم عین سے ہے اور عین کو عین سے دیکھ۔ اور علم کے خلاف دنیا کو رنج اور تکلیف سے دیکھ (یعنی دنیا میں خلاف علم جو کچھ بھی ہے) وہ الم و حزیں ہے۔ ایک عالم کی خرابی کل دنیا کی خرابی کا باعث بنتی ہے۔ علم غیر مخلوق کلام الٰہی نور خدا ہے اور عالم و فاضل انبیائے علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اے خواہشات کے بندے! اس میں دم نہ مار۔

اسی مفہوم کو عارفِ کھڑی حضرت میاں محمد بخش قادریؒ نے اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے:

پڑھنا علم ضرور بندے نوں کیتا فرض الٰہی　　　کر دا علم دِلے نوں روشن ہوندی دور سیاہی[28]

اللہ عزوجل نے بندے پر علم حاصل کرنا فرض کر دیا ہے علم پڑھنے سے دل کو روشنی ملتی ہے اور دل کی سیاہی (زنگ) دور ہو تا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں اصلاح قبول کرنے کا جوہر رکھا ہو تا ہے۔ وہ انسان خوش قسمت ہو تا ہے جسے اچھا تربیت کنندہ مل جاتا ہے جو اسے بہتر تعلیم و تربیت فراہم کر کے اس کی دائمی خوش بختی کا سبب بنتا ہے۔ اس کے برعکس اس شخص کی بد قسمتی سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے جس کا مربی اس کی تعلیم و تربیت غلط انداز سے کرے اور اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے۔ قادری صوفیاء کرامؒ کے نزدیک کسی بھی معلم و مربی کو چاہیئے کہ اپنے شاگرد اور زیرِ تربیت فرد کی اس انداز میں تربیت کرے کہ یہ تعلیم و تربیت اس فرد کی کامیابی کا باعث بن جائے۔ اس بات کو حضرت احمد علی قادریؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

”انسان دنیا میں فطرۃ سلیمہ خداداد اور مادر زاد لے کر آتا ہے۔ یعنی انسان بننے کی صلاحیت مادر زاد ہوتی ہے۔ انسان بننے کے لیے مربی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ یہ شکل میں انسان ہو تا ہے۔ حقیقت میں انسان نہیں ہو تا۔“[29]

ایک مکمل انسان کی پہچان ہی تعلیم و تربیت کی عمدگی ہے۔ جس شخص میں تعلیم و تربیت کے عناصر جمع نہیں ہوتے وہ شخص انسانی اوصاف کا حامل نہیں ہو تا بلکہ اس میں بہیمی اوصاف ہوتے ہیں، وہ شخص وحشیانہ اطوار کا حامل ہو تا ہے۔ ان حشیانہ اطوار کو ختم کرنے کے لیے تعلیم و تربیت کے ماہرین کی خدمات لینا ضروری ہیں ورنہ اصلاح کی بجائے بگاڑ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس بات کی وضاحت حضرت احمد علی قادریؒ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب تک کسی فن کے کامل کی صحبت میں اس فن کا طالب نہ بیٹھے۔ اس کی اصلاح نہ ہوگی۔"[30]

اچھی تربیت کی وجہ سے انسان کا کوئی بھی نیک عمل نکھر کر سامنے آجاتا ہے اور وہ عمل دوسروں کے لیے "نمونہ حیات" بن جاتا ہے۔ اگر تربیت اچھی نہ ہو تو بڑے سے بڑا کام کر لیا جائے، بڑی سی بڑی عبادت کر لی جائے، اس کام اور عبادت میں نہ ہی حسن رہے گا اور نہ ہی وہ مثالی بن سکے گا۔ حضرت احمد علی قادریؒ فرماتے ہیں:

"اگر تربیت نہ ہو تو نہ حج، نہ نماز، نہ روزہ اور نہ زکوٰۃ بچیں گے۔"[31]

تعلیم اصل ہے، تعلیم کے بغیر رب کی بارگاہ تک بھی نہیں پہنچا جاسکتا۔ اس کے متعلق حضرت سید ظہیر الدین دمشقیؒ فرماتے ہیں:

"بغیر علم عبادت کا شغل فعل شیطانی ہے۔"[32]

صوفیاء قادریہ کے نزدیک تعلیم و تربیت اتنی ضروری ہے کہ اس کے بغیر عبادت کو بھی شیطانی فعل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ بندہ جب کوئی عبادت کرے گا اور وہ بغیر علم کے عبادت میں مشغول ہوگا تو اس کے ذہن میں دکھلاوا، وسوسے اور دیگر باتیں آسکتی ہیں جس کی وجہ سے اس کی عبادت اکارت جاسکتی ہے۔ اسی وجہ سے قادریوں کے ہاں اللہ رب العزت کی عبادت کی بجا آوری کے لیے بھی تعلیم و تربیت انتہائی ضروری ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"لِم لَم تتادبوا بعبادة الحق عزوجل و متابعة شرعه العبادة ترک العادة لم لم تادبوا باداب القرآن و کلام النبوة۔"[33]

تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شریعت کی متابعت سے ادب آموز کیوں نہیں ہوتے؟ عادت کا چھوڑ دینا عبادت ہے۔ احکام قرآن وحدیث سے درس لے کر اس کے مطابق کیوں نہیں چلتے، ادب سیکھو۔

تعلیم و تربیت کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز ایک فرد کو اپنی مصاحبت، رفاقت، دوستی اور سنگ ساتھ کو اچھے لوگوں کے ساتھ رکھنے پر زور دیتے ہیں تاکہ فرد غلط افراد کی صحبت و سنگت میں پڑ کر اپنی دنیا و عقبیٰ خراب نہ کر بیٹھے، کیونکہ غلط لوگوں کی صحبت انسان کی تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔ اچھے اور صالح لوگوں کی صحبت انسان پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یا غلام صحبتک للاشرار توقعک فی سوء الظن بالخیار امش تحت ظل کتاب اللہ عزوجل وسنة رسول اللہ ﷺ و قد افلحت۔"[34]

اے غلام! بُروں کے ساتھ تیری صحبت تجھے اچھوں سے بدگمانی میں ڈال دے گی تو قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں قول و فعل کے سایہ میں چل تو تو نجات پائے گا۔

ماہرین علم نفسیات نے انسان کی تین کیفیات سے بحث کی ہے۔ ادراک، احساس اور عمل۔ ہر انسانی فعل کو ادراک و احساس کی منزل سے گزرنا پڑتا ہے۔ تعزیرات کی دفعات ادراک و احساس کی منازل پر جرائم کا احتساب نہیں کر

سکتیں۔اسی لیے مشائخ کرام نے انسان کا عمل درست کرنے کے لئے سب سے پہلے ادراک و احساس کے درست کرنے پر زور دیا ہے۔جسم کی ناپاکی تو غسل کرنے سے دور ہو جاتی ہے،دل کی پلیدی دور کرنے کے لئے آنکھوں کے آنسو اور نالہ ہائے نیم شبی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کی صحیح تربیت کے لئے صرف بداعمالیوں سے ہی پرہیز کرنے سے کام نہیں چلتا بلکہ برے خیالات اور برے احساسات سے بھی بچے۔[35] قرآن کریم میں ہے:

"وَاِن تُبدُوا مَافِی اَنفُسِکُم اَو تُخفُوہُ یُحَاسِبکُم بِہِ اللہ"[36]

کوئی بات خواہ تم اسے دل میں چھپاؤ یا ظاہر کروہر حال میں اللہ اس کا حساب لے گا۔

اسلامی تعلیمات کا یہی منشاء ہے کہ فردِ قوم نیکی کا مجسمہ بن کر اجتماعِ قوم میں مدغم ہو جائے اور اجتماعِ قوم صالح ہونے کے لیے افراد پر اپنی تعمیر مکمل کرے۔اگر دونوں نیک ہو جائیں تو فانی زندگی میں آسودگی کے علاوہ خدا کو بھی پالے گا۔اور ایسے لوگوں کے نزدیک سفرِ حیات صرف موت تک ہی محدود ہو کر ختم نہیں ہو جاتا۔بلکہ ان کے نزدیک قیامت تک جاری رہنے والا سفر ہے۔[37]

علوم کا مغز

انسان کو کامل اخلاقی تعلیم وتربیت کا حامل بنانے والا علم "علمِ تصوف" ہے۔کیونکہ علمِ تصوف انسان کے اندر خود احتسابی کا جذبہ پیدا کرتا ہے،انسان کے اندر خشیتِ الٰہی،لقاءِ ربانی کا ذوق وشوق اور معرفتِ الٰہی کی تڑپ یہی علمِ تصوف پیدا کرتا ہے۔وگرنہ آج کے ماحول ومعاشرت کا اگر بنظرِ عمیق مشاہدہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے تعلیماتِ تصوف سے دوری کا درس دیا ان کے اپنے مواعظ وکلام میں وہ تاثیر نہیں جو دلوں میں انقلاب برپا کر سکے۔حضرت سلطان باہوؒ اس بابت فرماتے ہیں:

"ہر علم کا مغز علم تصوف ہے۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی باتیں ام علوم اور احیاء العلوم ہیں۔علم تصوف سے حق وباطل میں تمیز ہوتی ہے۔جو شخص علم تصوف نہیں پڑھتا اس کا دل سیاہ ہوتا ہے اور ہمیشہ جہل ونفاق میں رہتا ہے۔علم تصوف سے عارف رحمت الٰہی بن جاتا ہے۔جو شخص علم تصوف سے منع کرتا ہے وہ بے دین ہے۔"[38]

آج ہمارے معاشرے میں بے عملی کا ایک طوفان برپا ہے۔ہر شخص اپنے طور پر معلم ومربی بنا بیٹھا ہے لیکن اس کی باتوں میں وہ تاثیر نہیں،وہ درد نہیں جو ایک مصلح کی زبان پر ہونا چاہیئے۔اس کی بنیادی وجہ کامل شخصیت سازی کا فقدان ہے،غوث سیوانی لکھتے ہیں:

"تصوف آدمی کی شخصیت سازی میں پہلا کام یہ کرتا ہے کہ اسے جاہل سے عالم بناتا ہے اور جب وہ عالم بن جاتا ہے تو اسے علم پر عمل کرنے کو کہتا ہے۔اس طرح انسان،عام سے خاص بننے لگتا ہے۔"[39]

ہمارے سکولز،کالجز،اور یونیورسٹیز میں متداول تعلیمی نصاب ہمارے اخلاقی معیار کو قائم رکھنے اور مثالی بنانے میں ناکام نظر آتا ہے۔معاشرہ جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے۔خلافتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد مدارسِ دینیہ نے بھی اپنے ادارہ جات میں تربیت کی طرف توجہ دینا چھوڑ دیا ہے،مدارس دینیہ میں تعلیم ہے لیکن تربیت کی کمی ہے۔جب تربیت پر توجہ دی جائے گی تو ہمارا معاشرہ

عدمِ برداشت، تشدد پسندی اور دیگر جرائم سے محفوظ رہ سکے گا۔ مناسب تربیت نہ ہونے کی وجہ سے نئے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کرام ماحول میں عدمِ مطابقت کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔ علماء کرام کی بعد از فراغتِ علمی کے تربیت پر زور دیتے ہوئے حضرت سید غوث علی شاہ قلندر قادریؒ فرماتے ہیں:

> "ہر عالم کے لئے ضروری ہے کہ علم دین کے حصول کے بعد تصوف حاصل کرے۔ جس کو شوقِ تصوف ہو اس پر فرض ہے کہ پہلے علمِ دین حاصل کرے، ورنہ زندقہ اور گمراہی میں گرفتار ہو گا۔ یا ہمیشہ علمائے محققین کی صحبت اختیار کرے تاکہ اس کو دونوں باتیں حاصل ہوں۔"[40]

تصوف انسان کے ظاہر و باطن کو بہتر بنانے اور اس کو بہترین معاشرتی فرد بنانے کی ضمانت دیتا ہے۔ اگر تعلیمی نصاب میں تعلیماتِ تصوف اور صوفیاء کرامؒ کے اصول ہائے تربیت کو شامل کر لیا جائے تو یقیناً اس کے حوصلہ افزاء نتائج سامنے آئیں گے۔ روحانیت سے خالی اور عاری تیار کیا گیا نصاب دلوں کے زنگ کو دھونے میں ناکام نظر آتا ہے۔ نصابِ تعلیم وہی مؤثر اور فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے جو قلب و روح کو ہلا کر رکھ دے۔ قادری صوفیاء کرام کے نزدیک تعلیم و تربیت کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ وہ تعلیم و تربیت دی جائے جو فرد کو ایک مثالی معاشرتی فرد بنانے میں مددگار ثابت ہو۔

قادری صوفیاء کرامؒ کے نزدیک تعلیم قلب کے یقین اور طمانیت کا معاملہ ہے اور قلب کی طمانیت کے بغیر تعلیم ایک بے ثمر شجر ہے۔ انہوں نے تعلیم کا جو نظریہ قوم کو دیا اس میں قوم کی تمام ضرورتوں کا حل ہے۔ دینی اور دنیوی مقاصد اور تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس میں قلب و قالب کی طہارت، طمانیت اور ملی بقاء و احیاء کا سامان موجود ہے۔ موجودہ بے راہ رو تعلیم کے مضر اثرات سے بچنے کی تراکیب بھی ہیں۔ ان کے مقرر کردہ تعلیمی و تربیتی نظریات کو سامنے رکھ کر اگر طالب علم کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے تو تعلیم یافتہ نوجوان صحیح معنوں میں مسلمان ہو گا۔ اور رفتارِ زمانہ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے گا۔ قادری صوفیاء کرامؒ کے تعلیمی نظریات اتنے مفید، کامل و مکمل اور جامع ہیں کہ زمانے کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور پھر کمال تو یہ ہے کہ رفتارِ وقت نے ان کی افادیت اور جامعیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

خلاصہ بحث

قادری صوفیاء کرام علیہم الرحمہ کا فلسفہ تعلیم و تربیت قرآن مجید و سنت رسول اللہ ﷺ کے عین مطابق ہے۔ ان کے نزدیک جو شخص خود ناقص العلم والتربیۃ ہو گا وہ دوسروں کی رہنمائی نہیں کر سکتا بلکہ گمراہی کا سبب بنے گا۔ قادریہ کے نزدیک تعلیم رہنمائی کا کام کرتی ہے اور تربیت وسیلہ کا کام کرتی ہے۔ قادری صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ کے نزدیک تعلیم و تربیت کا عمل فرضِ عین ہے اور اس سے اعراض برتنا کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تعلیمی و تربیتی سلسلہ انسان کے لیے لازمی عنصر ہے کیوں کہ اس کے ذریعے جہاں بندہ الٰہی رازوں سے واقف ہوتا ہے تو وہاں اپنی شخصیت کو بھی نکھارتا ہے۔ جس شخص کی مکمل طور پر تعلیم و تربیت ہوئی ہو وہی سیادت و قیادت کا حقدار ہے۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے اچھائی اور برائی کی پہچان ممکن ہے۔ قادریہ کے ہاں تعلیم و تربیت کا معاملہ انتہائی حساس نوعیت کا ہے۔ ان کے نزدیک تعلیم و تربیت کے معاملہ کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ ہر انسان کے وجود میں اصلاح قبول کرنے کا جوہر موجود ہوتا ہے یہ معلم و مربی کا کام ہے کہ اس جوہر کی پہچان کر کے اس کو نکھارے۔ اسلام اپنے پیروکاروں سے

یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تعلیم و تربیت کے ساتھ جڑ کر نیکی کا مجسمہ بنیں۔ صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ نے علم تصوف کو اپنی محنت اور خصوصی دلچسپی کے ساتھ اس منزل پر پہنچا دیا ہے کہ یہ علم معاشرہ میں پھیلی انارکی کا خاتمہ کر کے افراد کی اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مطابق تعلیم وتربیت کا اہتمام کر سکتا ہے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

[1] تعلیمات شاہِ جیلاں، پروفیسر ڈاکٹر محمد حبیب اللہ چشتی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، جنوری ۲۰۱۲ء، ص:۱۲۵
Taleemat Shah-e-Jilan, Prof Dr. Muhammad Habib-Ullah Chishti, Zia-Ul-Quran Publications, Lahore, Jan 2012, P: 125

[2] العلق:۹۶/۱-۶

Al-Alaq: 96 / 1-6

[3] البقرۃ:۲/۲

Al-Baqarah: 2 / 2

[4] الرحمٰن:۵۵/۱-۴

Al-Rehman: 55/1-4

[5] سنن ابن ماجہ، امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینیؒ(۲۰۹ھ-۲۷۳ھ)، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء، ابواب کتاب السنۃ، باب: فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم الحدیث:۲۲۳
Sunan Ibn Maja, Imam Hafiz Abu Abdulla Muhammad Bin Yazeed Ibn Maja Al-Qizweeni (209-273 AH), Dar Al-Salam Lilnashar Wal-Tauzee, Al-Riyadh, 1430AH/ 2009, Abwab Kitab Al-Sunnah, Chabter: Fazl Al-Ulama Wal His A'la Talab Al-Elm, Hadith: 223.

[6] ایضاً، رقم الحدیث:۲۲۵
Ibid, Hadith: 225

[7] المعجم الاوسط، حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ(۲۶۰ھ-۳۶۰ھ)، دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع، قاہرہ، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵م، رقم الحدیث: ۶۱۸۴، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی (م ۸۰۷ھ)، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، ص:۱/۱۳۰، رقم الحدیث:۶۱۸۰
Al-Mujam Al-Au'sat, Hafiz Abu Al-Qasim Sulaiman Bin Ahmed Al-Tabrani (260 – 360 AH), Dar Al-Harmain Liltabat Wa Al-Nashar Wa Al-Tauzi'e, Qahira, 1416 AH/ 1995, Hadith: 6184. Majma Al-Zawa'eid Wa Manba Al-Fawa'eid, Hafiz Nooruddin

Ali Bin Abi Bakar Al-Hai'sami (d. 807 AH), Dar Al-Fikar Lil Taba'at Wal-Nashar Wal-Tauzie, Beirut, Labnan, 1414 AH/ 1994, Vol: 1, P: 130, Hadith: 6180.

[8] مسند امام زید، امام زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، مترجم: ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر، شبیر برادرز، لاہور، مئی ۲۰۰۹ء، باب الاخلاص، رقم الحدیث: ۷۴۲

Musnad Imam Zaid, Imam Zaid Bin Ali Bin Al-Hussain Bin Ali Bin Abi Talib R.A, Translator: Abu Al-A'la Muhammad Mohi-ud-Din Jahangir, Shabbir Brothers, Lahore, May 2009, Bab Al-Ikhlas, Hadith: 742.

[9] جدید دنیا کے مسائل اور تصوف، غوث سیوانی، عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۱۲ء، ص: ۲۴۲

Jadid Dunia K Mas'eil Aur Tasawuf, Ghaus Saiwani, Arshia Publications, Dehli, 2012, P:242

[10] امیر الکونین، حضرت سلطان باہوؒ، مرتب: محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی، شبیر برادرز، لاہور، ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ / مئی ۲۰۰۷ء، ص: ۲۵

Ameer Al-Kaunain, Hadhrat Sultan Bahoo, Muratib: Muhammad Shakeel Mustafa Awan Sabiri Chishti, Shabbir Brothers, Lahore, Rabi Al-Sani 1428 AH/May 2007, P:25

[11] کلید التوحید (کلاں)، حضرت سلطان باہوؒ، مرتب: محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی، شبیر برادرز، لاہور، رجب ۱۴۲۸ھ، ص: ۲۷۷

Kileed Al-Tauheed (Kalan), Hadhrat Sultan Bahoo, Muratib: Muhammad Shakeel Mustafa Awan Sabiri Chishti, Shabbir Brothers, Lahore, Rabi Al-Sani 1428 AH, P: 277.

[12] ایضاً، ص: ۲۹۴

Ibid, P: 294

[13] الفاطر: ۳۵/۲۸

Al-Fatir: 35/28

[14] انوارِ ایوب، پیر سلطان محمد ایوب شکوری قادری، آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ شکوریہ رادھا کشن، قصور، ط دوم، س ن، ص: ٦٧

Anwar-E-Ayyob, Pir Sultan Muhammad Ayyoub Shakoori Qadiri, Astana Alia Qadiria Chishtia Shakooria Radha Kishan, Qasoor, II, YN, P: 67.

[15] پیغام حضرت میاں محمد بخشؒ، شہباز علی قادری، مقصود پبلشرز، لاہور، ۷ ذوالحج ۱۴۴۳ھ، ص: ۱۰۳

Pegham Hazrat Mian Muhammad Bakhsh, Shehbaz Ali Qadiri, Maqsood Publishers, Lahore, 7 Zil Haj 1443 AH, P: 103.

[16] انوارِ ایوب، ص: ۱۷۸

Anwar-E-Ayyob, P: 178.

[17] اخص الخواص، نواز رومانی، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، مئی ۲۰۰۵ء، ص: ۲۲۴

Akhas Al-Khawas, Nawaz Rumani, Nooria Rizwia Publications, Lahore, May 2005, P:224.

[18] ایضاً، ص: ۲۲۴

Ibid, P:224

[19] ارشاد المسترشدین، شاہ ظہور الحسن قادری فاضلی، بٹالہ شریف، مشرقی پنجاب (ہند)، ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۵ء، ص: ۲۱

Irshad Al-Mustarshideen, Shah Zahur Al-Hasan Qadiri Fazili, Batala Sharif, Mashriqi Punjab (Hind), 30 October 1975, P: 21

[20] اسرار القادری، حضرت سلطان باہوؒ، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر کے، بی، نسیم، حق باہو منزل، لاہور، ط اول، دسمبر ۱۹۹٦ء، ص: ۱۴

Israr Al-Qadiri, Hadhrat Sultan Bahoo, Translator: Prof Dr. K.B Naseem, Haq Bahoo Manzil, Lahore, I, December 1996, P:14

[21] تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف(تعارف فقہ وتصوف)، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ،مترجم :محمد عبدالحکیم شرف قادری،مکتبہ قادریہ، لاہور، ۲۰۰۰ء،ص:۱۲۵
Tehseel Al-Ta'ruf Fi Marifat Al-Fiq Wa Al-Tasawuf (Tuaruf Fiq Wa Tasawuf), Shah Abdul Haq Muhadith Dehlwi, Translator: Muhammad Abdul Hakeem Sharf Qadiri, Maktaba Qadiria, Lahore, 2000, P:125.

[22] پیغام حضرت میاں محمد بخشؒ،ص:۱۰۳
Paigham Hazrat Mian Muhammad Bakhsh, P: 103.

[23] اسرار القادری،ص:۱۶
Israr Al-Qadiri, P: 16

[24] ایضاً،ص:۵۶
Ibid, P:56

[25] انوارِ ایوب،ص:۸۷
Anwar-E-Ayyob, P: 87.

[26] اسرار القادری،ص:۱۴۰
Israr Al-Qadiri, P: 140.

[27] ایضاً،ص:۱۶۴
Ibid, P:164.

[28] پیغام حضرت میاں محمد بخشؒ،ص:۱۰۳،سنن ابن ماجه،رقم الحدیث:۲۲۴،کنزالعمال،علامه علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری(م۹۷۵ھ)،مؤسسة الرسالة، بیروت،۱۴۰۵ھ،رقم الحدیث:۲۸۶۵۲
Paigham Hazrat Mian Muhammad Bakhsh, P: 103, Sunan Ibn Maja, Hadith: 224. Kanz Al-Ummal, Allama Ali Muttaqi Bin Hussam Al-Deen Hindi Burhan Puri (d. 975 AH), Mu'asasat Al-Risala, Beirut, 1405 AH. Hadith: 28652.

[29] افادات مجلس ذکر،مولانا احمد علی،سلسلہ قادریہ راشدیہ،دروازہ شیرانوالہ،لاہور،ط اول،۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء،ص:۵/۲۰
Ifadat Majlis Dhikr, Maulana Ahmed Ali, Silsila Qadiria Rashidia, Darwaza Shairanwala, Lahore, I, 1376 AH/ 1956, Vol: 5, P: 20

[30] ایضاً،ص:۵/۳۲
Ibid, P: 32.

[31] ایضاً،ص:۵/۵۹
Ibid, P: 59.

[32] اقوالِ اولیاء کا انسائیکلوپیڈیا، فقیر محمد جاوید قادری،مشتاق بک کارنر،اردو بازار،لاہور،ص:۴۶۵
Aqwal Awliya Ka Encyclopedia, Faqeer Muhammad Javed Qadiri, Mushtaq Book Corner, Urdu Bazar Lahore, P: 465.

[33] الفتح الربانی،شیخ عبدالقادرالجیلانی،مترجم: مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونیؒ،فرید بک سٹال، لاہور، ط اول، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء،المجلس الثانی، ص:۹۴
Al-Fat'hu Al-Rabbani, Sheikh Abdul Qadir Al-Jilani, Translator: Mufti Muhammad Ibrahim Qadiri Bada'yoni, Fareed Book Stall, Lahore, I, 1406 AH/ 1986, Al-Majlis Al-Sani, P: 94.

[34] ایضاً،المجلس الرابع، ص: ۱۱۳
Ibid, Al-Majlis Al-Rabey, P: 113.

35 تذکرہ نور، فقیر محمد ارشد پناہوی قادری سروری، انجمن خدام الاولیاء پناہ کے شریف، لائلپور، ط اول، ۱۹۶۵ء، ص:۵۳

Tadhkra Noor, Faqeer Muhammad Arshed Panahwi Qadiri Sarwari, Anjuman Khuddam Al-Awliya Panah K Sharif, La’eilpur, I, 1965, P: 53.

36 البقرة: ۲ / ۲۸۴

Al-Baqarah: 2/284.

37 تفسیر تصوف (ابن محمد عبداللہ دیولی القادری)، خواجہ محمد عبدالمجید احمد، آستانہ عالیہ قادریہ پیر دیول شریف، مور گاہ، راولپنڈی، ط سوم، دسمبر ۱۹۹۲ء، باب چوبیسواں، ص:۲۶۶

Tafseer Tasawuf (Ibn Muhammad Abdulla Daiwli Al-Qadiri), Khawaja Muhammad Abdul Majeed Ahmed, Astana Alia Qadiria Pir Daiwal Sharif, Morgah, Rawalpindi, III, December 1992, Chapter 24, P: 266.

38 امیر الکونین، ص:۱۰۳

Ameer Al-Kaunain, P: 103.

39 جدید دنیا کے مسائل اور تصوف، ص:۲۰۷

Jadid Dunia K Mas’eil Aur Tasawuf, P: 207.

40 مراۃ الوحدت المعروف بہ تعلیم غوثیہ، سید شاہ گل حسن قلندری قادری، شبیر برادرز، لاہور، اگست ۲۰۰۳ء، ص:۷۵

Mirat Al-Wahdat Al-Maroof bih Taleem Ghousia, Syed Shah Gul Hasan Qalandiri Qadiri, Shabbir Brothers, Lahore, August 2003, P: 75.